حضرت مولانا عیسیٰ منصوری*

تہذیبوں کا عروج وزوال

یہ بات سائنس و مذہب دونوں کے نزدیک مسلّم ہے کہ اس کائنات کا نظام اسباب کے ساتھ مرتبط ہے اور اس کے لئے اٹل قوانین مقرر ہیں۔ جسے خدا کے ماننے والے سنت اللہ اور نہ ماننے والے لاء آف دی نیچر کہتے ہیں۔ دونوں اس بات پر بھی متفق ہیں کہ قدرت کے یہ قوانین وضوابط غیر متبدل اور اٹل ہیں، وہ ہر ایک کے لئے یکساں ہیں۔

تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مختلف ادوار میں بعض تہذیبیں اور اقوام ابھر کر عروج حاصل کرتی ہیں اور دوسری بعض زوال ونکبت کا شکار ہو کر معدوم یا بے حیثیت ہو کر رہ جاتی ہیں جب ہم اس کا سبب و علت تلاش کرتے ہیں تو تہذیبوں یا قوموں کے عروج وزوال کی علت وسبب یا بنیادی فیکٹر کے طور پر جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ ہے علم یعنی کوئی تہذیب وقوم شاہراہ علم پر جس قدر آگے بڑھ جاتی ہے اسی قدر وہ عروج وترقی حاصل کرتی ہے اور علم میں جس قدر پسماندہ رہ جاتی ہے اس کے مطابق زوال ونکبت کا شکار ہو کر کالعدم یا بے حیثیت بن کر رہ جاتی ہے دنیا کی کوئی تہذیب کوئی قوم کوئی مذہب کوئی فلسفہ حیات قدرت کے اس اٹل قانون سے مستثنیٰ نہیں کہ علم کی ترقی سے عروج اور تنزل سے زوال کا مرتب ہونا ایک اٹل حقیقت لاء آف دی نیچر یا سنت اللہ ہے۔

دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ علم طاقت وقوت اور جہالت کمزوری وضعف ہے اور طاقت کے لئے ہمیشہ سربلندی وعروج مقدر ہے اور جرم ضعیفی کی سزا ہر دور میں مرگ مفاجات ہی ہے یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ میں جب کبھی علم نے اپنی جگہ بدلی اس کے ساتھ طاقت کا توازن بھی بدلا اور طاقت کیساتھ ساتھ دنیا کا جغرافیہ وتاریخ بھی تبدیل ہوا ہر دور میں جن تہذیبوں یا اقوام کے پاس علم کی طاقت آئی انہوں نے اپنی منشاء کے مطابق دنیا کی جغرافیہ میں تبدیلی کی۔ تاریخ میں اپنا نقش ثبت کیا۔ اسے کوئی انسانی اخلاقی مذہبی اصول وضابطہ نہیں روک سکا۔ مثلاً جب تیمور لنگ نے ماسکو پر قبضہ کیا۔ تو ان سے اپنی شرائط پر معاہدہ کیا اس میں حاکم ماسکو نے عہد کیا کہ وہ ان کی اولاد، اولاد کی اولاد کبھی کسی زمانہ میں سمرقند کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے مگر جب طاقت کا توازن ماسکو کے حق میں تبدیل ہوا تو ماسکو

---

* چئیرمین ورلڈ سلامک فورم لندن

نے سمرقند کے ساتھ اپنی منشاء کے مطابق جو چاہا کیا دنیا میں جب مسلمانوں کا عروج تھا تو دنیا کا جغرافیہ ان کی منشاء کے مطابق طے پایا آج امریکہ کی منشاء کے مطابق دنیا کا جغرافیہ ہی نہیں انسانی قدریں، تہذیب وتمدن، کلچر تک تبدیل ہو رہا ہے اور تمام ممالک بشمول عالم اسلام کے امریکہ کی چشم وابرو دیکھ کر اپنی پالیسیاں طے کر رہے ہیں ایک دور تھا جب یورپی ممالک فرانس وبرطانیہ تک بابِ عالی (خلافتِ ترکیہ) کی خوشنودی ومرضیات کا خیال رکھتے ہوئے اپنی پالیسیاں مرتب کرتے تھے غرض دنیا کی جس قوم نے بھی علم کے سرچشموں سے خود کو سیراب کیا اور علم کے سوتوں پر قبضہ کیا وہ غالب قوم فاتح تہذیب قرار پائی اس کا یوآف دی لائف یعنی طرز حیات اس کی سوچ وفکر اس کی قدریں اس کا کلچر وتمدن مثالی اور قابل اتباع سمجھا گیا، اور دنیا کی باقی اقوام نے اس کی نقل واتباع اپنے لئے باعثِ افتخار وباعث شرف سمجھا خواہ وہ کوئی قوم ہو دنیا کے کسی خطہ میں بستی ہو اس کا کوئی مذہب وکلچر ہو کچھ عرصہ پہلے تک نظریاتی اعتبار سے امریکہ کے دشمن رشیاء، چائنا آج امریکہ کی ہر چیز، ہر فیشن، ہر کلچر، لباس حتیٰ کہ زبان اور اس کے لب ولہجہ تک کی نقل اپنے لئے باعث فخر قرار دے رہے ہیں غرض انسانیت کی قسمت اور تہذیبوں کا عروج وزوال ہمیشہ علم سے وابستہ رہا ہے اس حقیقت کو سب سے پہلے اس کائنات کے خالق کے پیغام اور اس کے پیغامبروں نے واشگاف کیا کہ پہلے انسان حضرت آدمؑ کو مخلوقات پر برتری وفوقیت علم الاسماء یعنی کائنات کی اشیاء کے علم ان کی ماہیت وحقیقت سے آشنائی ان کے نفع وضرر ان کا زیادہ سے زیادہ استعمال ہر قدرت وصلاحیت کے سبب دی گئی اسی طرح آخری پیغام (خالق کائنات کا) بھی حصول علم کی ترغیب سے شروع ہوتا ہے: اقراء باسم ربک الذی خلق الخ پڑھ اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو ایک جمے ہوئے خون سے پیدا کیا، پڑھ اس رب کے نام سے جو بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اس (مالم یعلم) میں دینی وتشریعی علوم خالق اور خود کی معرفت کی طرح تمام کائناتی علوم چیزوں کی ماہیت وحقیقت سائنس وٹیکنالوجی اکتشافات وتحقیقات سب ہی شامل ہیں۔

قرآن نے اس کائنات میں سب سے پہلے عظیم انقلاب علم کے ذریعہ برپا کیا اس کا بنیادی عقیدہ (توحید) نسان کے لئے تمام علوم (تکوینی وتشریعی) کی شاہ کلید ہے جس نے مظاہر قدرت اور عظیم مخلوقات چاند، سورج، ستارے ریا پہاڑ وغیرہ کو معبود ومسجود کے درجہ سے اتار کر انسان کے ادنیٰ خادم وتابعدار اور انسان کو خالق کی نیابت میں ان کا حاکم نٹرول کرنے والا بنا کر مادہ واشیاء کی کھوج، تحقیق وریسرچ ان کی تسخیر کا عظیم باب وا کر دیا قرآن کا یہ انقلابی پیغام اور م کی روشنی کوہ فاراں (مکہ) سے طلوع ہو کر مدینہ پہنچی اس کے بعد دمشق، بغداد، قرطبہ، غرناطہ ہوتے ہوئے یورپ اور رے کرۂ ارض میں پھیل کر اس نے دنیا کی ساری تہذیبوں کو مستفید کیا۔ تقریباً ۷۔۸ سو سال تک دنیا اس کی روشنی ،علوم وفنون افکار ونظریات، سائنس وصنعت اور ہر قسم کی ترقیات کے مراحل طے کرتی رہی انسانیت نے اپنا علمی و نسی سفر اور نئے نئے انکشافات وایجادات کا سفر اسی کی مدد سے طے کیا۔

عصری یا تکوینی علم ایک طاقت ہے اس کے بغیر دنیوی عروج وترقی اور کائنات کے نظام پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا اور علم تشریعی طاقت کا صحیح اور برمحل استعمال بتاتا ہے کہ علم کی طاقت کا استعمال کس طرح دنیا وآخرت میں انسان کی سرخروئی و بہبودی کے لئے ہو' غرض ایک مسلمان کے لئے تکوینی وتشریعی دونوں علوم ناگزیر ولازمی ہیں جس دن مسلمان علم کی دوئی (دینی ودنیوی) ختم کر کے علم کے ان دونوں اجزاء کو مضبوط تھام لیں گے' وہ دن اسلام اور اس کی تہذیب کی کامیابی وسربلندی کا ہوگا۔ ایک مسلمان کیلئے نہ عصری علوم سے بے بہرہ رہ کر محض نیک وصالح بن جانا کافی ہے نہ دین سے غافل رہ کر دنیوی علوم وترقیات فلاح وکامیابی کے دروازے وا کرتی ہے بلکہ ہمیں قرآن نے دنیا ودین دونوں کی حسنات طلب کرنے اور اس کے حصول کیلئے جدوجہد کی تعلیم وترغیب دی ہے۔

سرور دو عالمؐ اور آپ کے خلفاء راشدین کی پوری زندگی اس پر شاہد ہے کہ دور نبوت میں سرور دو عالمؐ نے بنفس نفیس اس دور کے مفید عصری وعسکری علوم وفنون کی سرپرستی وقدر افزائی فرمائی۔ مثلاً اس دور کے جدید ترین اسلحہ دو تھے ایک دبابہ دوسرے منجنیق جسے آج کے ٹینک وتوپ کہا جاسکتا ہے۔ ایک پرشین امپائر میں بنایا جاتا تھا تو دوسرا رومن امپائر میں فتح مکہ کے بعد سرورِدو عالمؐ نے اپنے اصحابؓ کو بھیج کر دونوں جدید اسلحہ کی صنعت کے علم کی تحصیل کروا کر انہیں تیار کروایا اور اپنے آخری غزوہ (طائف) میں اس دور کے یہ دونوں جدید ترین اسلحہ کا استعمال فرمایا۔ دور خلافتِ راشدہ میں دنیا کے مفید عصری علوم وفنون کو دینی علوم کے ساتھ سمولیا گیا تھا' دور صحابہؓ ہی میں مسلمانوں کا سب سے طاقتور اور زبردست بحری بیڑہ بن گیا تھا' جس کی برتری تقریباً ۷۔۸ سو سال تک برقرار رہی۔ اسلام میں یہ علم (دینی ودنیوی) کی یک جائی تقریباً ایک ہزار سال تک برقرار رہی۔ آج کل اسلام کے شروع دور (خیر القرون) کا محض عبادات وریاضت اور ذکر فکر کے اعتبار سے جو ادھورا تصور ومنظر پیش کیا جارہا ہے وہ سخت مغالطہ انگیز وگمراہ کن ہے۔ بقول علامہ اقبالؔ

غرض مَیں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرا نشین کیا تھے
جہاں دارو جہاں بان و جہاں گیر جہاں آرا

پوری انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ اس دنیا میں غلبہ وسربلندی تسلط واقتدار اس نے حاصل کیا جو کائنات کے متعلق موجودات واشیاء کے متعلق علم میں تفوق لے گیا اور جس نے اشیاء کی ماہیت وحقیقت کی زیادہ وریسرچ وتحقیق کی اس کے خواص واجزاء کا زیادہ تجربہ وممارست حاصل کی' ہر دور میں کائناتی وعصری علوم میں سبقت و برتری ہی کسی تہذیب وقوم کا عروج اور اس میں پسماندہ رہ جانا اس کے لئے زوال وتباہی ثابت ہوا۔

اس روئے زمین پر علم وسائنس کی ترقی وعروج کی سرگزشت مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ قرآن کے نزول تک دنیا سائنس وتجرباتی علوم کا ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکیں کیونکہ انسان مظاہر قدرت اور زمین وآسمان کی شکلوں کو اپنا معبود ومسجود بنائے ہوئے تھا وہ ہر چیز سے ڈرا اور سہا ہوا تھا اور اس کے آگے سجدہ ریز تھا' ڈرا ہوا آدمی تسخیر وکنٹرول کا

سوچ بھی نہیں سکتا۔

قرآن کے انقلابی پیغام نے انسان کو خالق کائنات کا خلیفہ وجانشین بنا کر اسے کائنات کی تسخیر وکنٹرول کا پیغام دیا اس کے بعد تقریباً ۷۔۸ سو سال تک انسانیت اپنی دنیوی ترقیات میں قرآن اور مسلمانوں کی خوشہ چین رہی پھر تاریخ نے ایک ورق الٹا تاتاریوں کی یلغار کے بعد اچانک مسلمانوں کا علمی وفکری اور سائنسی زوال شروع ہوجاتا ہے ایسا لگتا ہے کہ دماغوں کو نچوڑ لیا گیا ہو' اور علوم کے سوتے خشک ہوگئے ہوں۔اب اجتہاد' اکتشافات' ایجادات' نئے تجربات علوم کے سمندر میں غواصی نئے حقائق کی دریافت کی بجائے الفاظ کی پرستش لفظی صنعت گری حروف ونقوش کے ساتھ تلاعب وکھیل کا دور شروع ہوتا ہے۔نفس علم کی بجائے چند کتابیں نئے نئے علوم وفنون سے روشناس ہونے کی بجائے معمہ وچیستان قسم کے متعلق عبادات کا حل کرنا اوران میں خیالی نکات پیدا کرنے کا نام علم رکھ دیا گیا۔یہ علوم نہیں ان کی مردہ لاشیں تھیں جن پر لفظوں کی میناکاری وتخیلات کی معنی آفرینی کی گئی تھی یہ علمی زوال کی لہر دن بدن تیز تر ہوتی گئی جس کی وجہ سے ہمارے علمی ادارے اور مراکز بانجھ ہوگئے۔اب یہاں علوم وفنون کے نام سے یونانی وایرانی مردہ افکارونظریات وفلاسفی اور معقولات کی عبارات رٹنا اور یونان وایران کی جہالت کے صنم کدوں اور آتش کدوں سے نکلے افکار ونظریات کی عینک سے قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنا اور اسلامی علوم کو زبردستی ان کے سانچے میں ڈھالنے کی مشق غرض گزشتہ دور زوال میں صدیوں سے مسلمانوں نے قرآن وحدیث میں بصیرت عصری ضرورتوں میں اجتہاد' نئے اکتشافات وایجادات وتجربات وتحقیقات کی بجائے یونانی وایرانی مردہ افکار وعلوم کی لاشوں کو اٹھائے پھرنے اوران کے از کاررفتہ نظریاتی بحثوں کو وجہ شرف وافتخار بنا لینے کی وجہ سے علمی زوال اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔اس عرصہ میں دوسری طرف یورپ اپنی ہزار سالہ خواب غفلت سے بیدار ہونا شروع ہوا یہ ہزار سال اس نے یونانی فلسفوں اور افکار میں گزارے جو اب یورپ کا تاریک دور DARK کہلاتا ہے۔یورپ کی نشاۃ ثانیہ اس وقت ہوسکی جب ہزار سالہ پاپائیت وتھیا کریسی کی زنجیروں کو (جس نے اپنے مظالم وسفاکیت سے علم وسائنس کی راہ روک رکھی تھی اور یونانی فلاسفی وافکار کو مقدس بنا کر لوگوں کو ان کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا) کاٹ کر پھینک دیا۔

اب یورپ یونانی علوم سے مسلمانوں کے استقرائی وتجرباتی علوم کی طرف لوٹا اور کائنات میں غوروفکر اور نئے نئے تجربات کی بدولت اور نئے نئے انکشافات وایجادات ہونے لگیں۔جس نے یورپ کی دنیا بدل کر رکھ دی ۔اسپین میں مسلمانوں نے سائنسی وتجرباتی علوم کو جہاں تک پہنچایا تھا یورپ اس کا وارث بن کر اس نے آگے پیش قدمی جاری رکھی اس طرح علم وسائنس کا جو سفر عربوں سے شروع ہوا تھا یورپ کے ذریعہ موجودہ دور تک پہنچا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمانہ کی تغیرات وحالات کے تقاضوں نے جو نئے نئے مسائل پیدا کئے زمانہ کے جو نئے چیلنج رکھے ان درپیش سوالات کا حل اور نئی راہیں یورپ کے مفکرین وفلاسفر اور سائنس دانوں نے اپنے تجربہ وفکر اور عقل وذہانت سے دینا

شروع کیا گزشتہ ۴۔۵ سو سال میں دنیا میں جتنے معاشی و اقتصادی سیاسی و انتظامی معاشرتی و طبقاتی مسائل پیدا ہوئے ان کا حل اور جواب تلاش کرنے میں تمام تر نئے نظریات' آئیڈیاز' تھیوریز مغرب سے آئے اور دنیا کی ہر تہذیب و قوم' ملک مذہب کے کروڑوں نوجوانوں نے انہیں قبول کیا' خواہ وہ نظریاتی طور پر ڈارون و ھیگل کی تھیوریز ہوں یا معاشی طور پر کمیونزم و کیپٹل ازم کے نظریات یا انتظامی و سیاسی طور پر ڈیما کریسی و سیکولر طرز حکومت کا نظریہ مسلمانوں نے اس پورے عرصہ میں دنیا کو نہ کوئی نیا نظریہ و فکر دی نہ زمانہ کے چیلنج و مسائل سے عہدہ برآ ہونے میں کوئی کردار ادا کیا حتیٰ کہ وہ مغرب کے پیش کردہ نظریات و نظام ہائے حیات کو علمی طور پر چیلنج بھی نہیں کر سکے زیادہ سے زیادہ اتنا ہوا کہ ہمارے بڑے سے بڑے مفکرین نے کچھ ان مسلمان نوجوانوں کو جو مغرب کے نظریات کی رو میں بہہ گئے تھے دوبارہ اسلام کی طرف مائل کر دیا مگر ان کی فکر اس درجہ طاقتور اور توانا نہیں تھی کہ وہ مغرب کے دانشوروں اور مفکرین کو متاثر کرتی اور انہیں اپنے افکار و نظریات پر نظر ثانی پر مجبور کرتی یا دنیا کی دیگر تہذیبوں و اقوام پر اثر انداز ہوتی یہ بات باعث تشویش و فکر ہونی چاہیے کہ ہمارے علمی مراکز اور ادارے ایسے افراد پیدا کرنے سے کیوں قاصر و عاجز ہیں جو اپنے افکار و نظریات سے دنیائے انسانیت میں تہلکہ ڈال دیں مغرب کے مفکرین و دانشوروں کو اپنی تھیوری و فکر پر نظر ثانی کے لئے مجبور کر دیں ہمارے نزدیک اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم صدیوں سے انسانیت کی اجتماعی مسائل' وقت کے تقاضوں اور زندگی کے حقائق کی بجائے محض فرضی تخیلات اور دماغی عیاشی سے تھا ہماری علمی توانیاں و فکری قوت یونانی فلسفہ کے وحدۃ الوجود جیسے لایعنی مباحث میں صرف ہوتی رہیں ہمارے ہزاروں بڑے بڑے دماغ عظیم دانشور و عقلاء جو انسانیت کو بہت کچھ دے سکتے تھے انہوں نے اپنی علمی و ذہنی صلاحیتوں کو ایسے لایعنی و بے سود مباحث میں صرف کیا وہ صدیوں تک وحدۃ الوجود کا مسئلہ حل کرتے رہے' اپنے علم و ذہانت وقت اور صلاحیتوں کے غلط استعمال کی یہ سزا ملی کہ قدرت نے ان مسائل و حقائق سے جن کا قوموں کے عروج و زوال' غلبہ و سربلندی موت و حیات اور اجتماعی زندگی سے گہرا تعلق تھا ان کی اہمیت و حقیقت ہمارے دل و دماغ سے محو کر دی اور قدرت کی طرف سے یہ وبال یا عذاب ہم پر آیا کہ ہمارے بڑے سے بڑے علم و عرفان کے دعویدار صدیوں سے اندھوں کی طرح یونانی و ایرانی افکار و نظریات کی تاریکی و جہالت میں بھٹکتے رہے اور ملت اسلامیہ اور انسانیت کے اجتماعی مسائل کی گھتیاں الجھتی گئیں علم میں تنزل بڑھتا گیا اور دنیا کہاں سے کہاں نکل گئی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے قرون وسطیٰ اور عصر حاضر میں یورپ اور مسلمانوں کے علمی و عقلی مقام کا بڑا اچھا تجزیہ کیا ہے' ساتویں صدی ہجری میں جب یورپ نے صلیبی یلغار شروع کی اس کا پانچواں صلیبی حملہ شاہ فرانس سینٹ لوئیس St.Loewis کی طرف سے براہ راست مصر پر ہوا اس کی سرگزشت ایک فرانسیسی مجاہد ژے آن ژوواین ویل نے تاریخ میں محفوظ کی اس وقت مسلمان علم و عقل اور جنگی اسلحہ و تدابیر میں یورپ سے بدرجہا فائق ہے اہل یورپ

مسلمانوں کے اسلحہ وترقیات کو حیرت سے دیکھتے تھے چنانچہ جب مسلمانوں نے اس دور کے میزائل یعنی آگ کے شعلوں میں جلتے بان کے تیروں کی بوچھاڑ کی تو فرانس کے شہنشاہ سینٹ لوئس نے حکم دیا کہ عیسائی افواج سجدہ میں گر کر خداوند مسیح سے دعا کریں کہ مسلمانوں کے میزائل انہیں گزند نہ پہونچائیں' چنانچہ سجدہ میں دعائیں ہوتی رہیں اور فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوگیا اس کے تقریباً پانچ سو سال کے بعد نپولین نے مصر پر حملہ کیا اس وقت یورپ کا تاریک دور ختم ہوکر دہ علم وسائنس میں مسلمانوں سے بدرجہا آگے نکل چکا تھا۔ اب وہ قرون وسطیٰ کے مسلمانوں کی جگہ پر تھا اور مسلمان قرون وسطیٰ کے یورپ کے تاریک دور میں پہنچ چکے تھے اب معاملہ وریزلٹ برعکس ہوا۔ اب یورپ کی ترقیات اور جدید اسلحہ مسلمانوں کو حیرت زدہ کرنے والے تھے' حاکم مصر نے شیخ الازھر سے مدد چاہی تو ارشاد ہوا کہ ختم بخاری شریف انجاحِ مقاصد کے لئے تیر بہدف نسخہ ہے چنانچہ بخاری شریف کا ختم شروع کردیا گیا۔ بخاری شریف ختم نہیں ہوا تھا کہ قاہرہ پر فرانسیسی افواج کا قبضہ ہوگیا غرض تہذیبوں کا عروج وزوال ہو یا عسکری فتح وشکست یا اقتصادی ومعاشی ترفع وبدحالی سب ہی کا تعلق علم سے ہے ہمارے موجودہ تنزل' محکومی ومحتاجی کا حقیقی سبب صرف ایک ہے وہ ہے علم میں اقوام عالم سے پچھڑ جانا اس وقت ہمارے علمی تنزل کا حال یہ ہے کہ باوجود پیٹرول' ربڑ اور ہر قسم کے معدنی ذخائر و خزانے رکھنے کے ۶۰ مسلم ملکوں کی مجموعی سالانہ آمدنی (GDP) یورپ کے کسی چھوٹے سے بے حیثیت ملک کے برابر بھی نہیں ہے۔ ۱۵۰ ملین آبادی اور نیوکلیئر طاقت کے حاصل پاکستان کی ۵۷ یونیورسٹیوں کا سالانہ بجٹ ۹ بلین روپیہ اور ملک کے سالانہ GDP ۱۲ بلین ڈالر ہے جبکہ ایک ملین آبادی کے شہر سنگاپور کی واحد یونیورسٹی کا سالانہ بجٹ ۵۵ بلین ڈالر اور صرف ۴ ملین آبادی کے غیر معروف ملک فن لینڈ کی صرف موبائل فون سے آمدنی سالانہ ۲۶ بلین ڈالر ہے۔ اس لئے کہ ہم تعلیم میں ساری اقوام سے پسماندہ رہ گئے ہیں مثلاً عرب لیگ کے ۲۴ ملکوں میں (جن میں اکثر تیل کی دولت سے مالا مال ہیں) تقریباً ۳۵۰ یونیورسٹیاں ہیں اور ہر سال تقریباً چار سو پچاس افراد P.hd. کرتے ہیں جبکہ صرف برطانیہ میں ایک ہزار سے زیادہ یونیورسٹیاں اور ہر سال تقریباً ۱۲ ہزار افراد PHD کرتے ہیں' غرض مغرب کا دنیا پر غلبہ وتسلط اور سیاسی وتمدنی حکمران سپر پاور بن کر دنیا کا آقا وحاکم بن جانا سب کچھ اس کی علمی تفوق وبرتری کا نتیجہ ہے۔

امت مسلمہ کا اس وقت بنیادی مسئلہ علم میں پچھڑ جانا ہے' جس کی وجہ سے ہمارے اور مغرب کے درمیان طاقت کا توازن اس قدر بگڑ گیا کہ فرق ایک اور ہزار کا ہوگیا اس کمزوری نے ملت اسلامیہ کو مغرب کے رحم وکرم پر کردیا جب یہ بات واضح ہوگئی کہ تہذیبوں کے عروج وزوال کا اصل وبنیادی سبب علم ہے۔ علم کا صحیح استعمال انسانیت کیلئے فلاح وبہبودی اور خوش بختی اور غلط استعمال ہلاکت وتباہی کا سبب بنتا ہے اور علم کی طاقت کا صحیح یا غلط استعمال موقوف ہے انسانیت اور زندگی کے متعلق نظریہ حیات کے صحیح یا غلط ہونے پر یعنی علم کا حامل اگر تمام نوع انسان کے لئے محبت واخوت

عزت واحترام مساوات وبرابری کا نظریہ وعقیدہ رکھتا ہے یا کسی خاص رنگ ونسل کے تفوق وبرتری کا اگر دنیا میں علم کے سرچشمے اول الذکر کے پاس ہیں تو وہ دنیا اور انسانیت کے لئے باعث رحمت وخوشحالی اور ثانی الذکر کے پاس ہیں تو باعث ہلاکت وتباہی ہوگا یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ علم وسائنس کے سرچشمے وسوتے جب تک مسلمانوں کے پاس رہے ان کا استعمال عموماً انسانیت کی بہبودی ونفع رسانی کے لئے رہا اور جب سے علم وسائنس پر مغرب کی نسل پرستانہ نقطہ نظر رکھنے والی اقوام کا تسلط ہوا ان کا زیادہ تر استعمال تہذیبوں کی تخریب وتباہی اور ان کا استحصال کرکے ہمہ جہتی غلام بنانے کے لئے ہورہا ہے' یہ پوری انسانیت کی بدقسمتی ہے کہ اسی وقت علم وسائنس پر جن کی اجارہ داری ہے وہ انسانیت کے متعلق نسلی تفریق کا نکتہ نظر رکھتے ہیں' مغرب ہمیشہ ہی سے اپنے جغرافیہ ورنگ وخون کی تفوق وبرتری اور غیر یورپین تہذیبوں کے گھٹیا اور حقیر ہونے کے نظریہ کا قائل رہا ہے ہمارے نزدیک اس وقت کا سب سے تشویش ناک اور فکر انگیز مسئلہ امریکہ یا یورپ کا علم وسائنس میں تفوق نہیں بلکہ ان کا متعصبانہ اور نسل پرستانہ نظریہ حیات ہے یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ نے کبھی غیر یورپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اس نے ہمیشہ غیر تہذیبوں اور اقوام کو اپنی شکارگاہ سمجھا۔

گزشتہ دو صدیوں میں دنیا بھر میں جہاں کہیں اقوام وتہذیبوں کی خونریزی دنیا میں آئی وی یورپ کے اسی نسل پرستانہ سوچ کی وجہ سے آئی اور اکیسویں صدی میں داخل ہوتے ہوئے مغرب کے افریقہ' مشرق وسطیٰ وسط ایشیاء جنوبی ایشیاء اور مشرق بعید کو لوٹ کر اور چوس کر کنگال کردیا اور ان کی شاہ رگ پر اپنے خونی پنجے گاڑ دیئے اس وقت امریکہ گلوبلائزیشن کے خوشنما عنوان سے تمام تہذیبوں کی صفات وخصوصیات ختم کرکے ان پر امریکی کلچر' طور طریقوں کو مسلط کرنا چاہ رہا ہے تا کہ دنیا کی تمام تہذیبیں اپنے تاریخی تہذیبی ثقافتی ومذہبی ورثہ سے بیگانہ ہوکر بلکہ ان پر لعنت بھیج کر امریکی کلچر وطرز زندگی میں ڈوب کر بخوشی امریکی غلامی پر فخر کرنے لگے۔

مغرب کی نسل پرستانہ سوچ نے علم وسائنس کے سرچشموں میں زہر گھول کر رکھ دیا اور دنیا کے حسین گلشن کو ٹائم بم یا بارود کے ڈھیر پر لا کھڑا کیا ہے علم وسائنس کی بدولت دنیا کی معاشیات صنعت وتجارت تمدن وکلچر اور ہمہ نوع وسائل وپیداوار پر مغرب کا مٹھی بھر نسل پرست ٹولے کا قبضہ ہوگیا ہے جن کا مقصد دنیا کی تمام تہذیبوں کو مستقل طور پر اپنا سیاسی' اقتصادی وتہذیبی غلام بنانا ہے' مغرب کا یہ خطرناک نسل پرست گروہ صہیونی اور امریکہ کے انگلو پروٹسٹنٹ (Anglo Protestant) گروپ پر مشتمل ہے جو علم وسائنس کا استعمال انسانیت کی بہبودی وخوشحالی کی بجائے بھیانک تباہی لانے والے اسلحہ وایجادات اور قوموں اور تہذیبوں کے خلاف سازشوں اور انہیں باہم دست وگریباں کرنے کے لئے کررہا ہے علم وسائنس کے غلط استعمال ہی کا نتیجہ ہے کہ دنیا تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے ہر سال 4 کروڑ انسان بھوک سے مرجاتے ہیں دنیا کی آبادی دو وقت کی روٹی صاف پانی اور علاج کی سہولتوں سے محروم ہے' دوسری طرف امریکہ کا

اقوام عالم پر اپنی دہشت طاری رکھنے کے لئے فوجی بجٹ چار سو بلین ڈالر سے تجاوز کر گیا ہے۔ اور تقریباً اتنا ہی تہذیبوں کے خلاف سازشوں اور ان میں نفرت وعداوت کے شعلے بھڑکانے کے لئے سی آئی اے اور دیگر ایجنسیوں کا بجٹ ہے اگر صرف امریکہ کے فوجی وانٹیلیجنس بجٹ کا ایک چوتھائی حصہ انسانیت کی بہبودی کے لئے صرف ہو تو دنیا کا کوئی انسان بھوکا اور بغیر علاج کے نہیں رہ سکتا غرض علم وسائنس پر انسانیت کے متعلق منفی ومتعصبانہ نظریہ حیات رکھنے والوں کی اجارہ داری انسانیت اور اس سے محبت رکھنے والے ہر فرد بشر اور دنیا کے مفکرین دانشوروں اور عقلاء کے لئے وقت کا سب سے بڑا چیلنج ہے اور ان کی ذہانت کا سخت ترین امتحان وآزمائش بھی۔

اس وقت عالم اسلام اور پوری دنیا کے لئے سب سے پہلے اہم مسئلہ یہ یہی ہے کہ مغرب نے گزشتہ چند صدیوں میں سخت محنت وجدوجہد کر کے علم وسائنس کے ہر شعبہ میں غلبہ حاصل کر لیا اور نسل پرست صہیونیوں نے مغرب کے ہر شعبہ پر پنجے گاڑ کر اسے باور کروا دیا ہے کہ اسلامی تہذیب وتمدن کی تباہی میں مغرب کی بقاء ہے چنانچہ ۱۱/ستمبر کے بعد مسٹر بش نے اسلامی تہذیب کے خلاف پوری قوت سے کروسیڈ وار (صلیبی جنگ) شروع کر دی ہے اس وقت دنیا کے اسکرین پر اصل تصادم انہی دو تہذیبوں کے مابین ہے مغرب کے اس معاندانہ رویہ نے مسلم نوجوانوں میں غم وغصہ بھر کو انہیں نفرت وانتقام کی منفی راہ پر ڈال دیا ہے۔ مغرب اپنے طرز عمل سے مسلم نوجوانوں میں نفرت اور اندھے انتقام کی آگ کو ہوا دے رہا ہے، یہ حالات بظاہر اسلام اور اس کی تہذیب کے لئے سخت مایوس کن ہیں ہمیں خوب سمجھنا چاہیے کہ اس سے دنیا میں صرف تباہی ہی آ سکتی ہے عروج وسربلندی کا راستہ صبر واستقامت، تحمل و برداشت مغرب کے مشتعل کرنے والے رویہ کو نظر انداز اور اگنور کر کے اپنی صدیوں کی کوتاہیوں، غفلت اور بے حسی کا ادراک کر کے اس کی تلافی وتدارک میں جُت جانا اور علم وسائنس میں پسماندگی ختم کرنے کے لئے کمر ہمت کس لینا ہے، عصری علوم میں مغرب کی برتری واجارہ داری ختم کرنے کے لئے عصری علم کے ہر شعبہ میں کمال حاصل کرنے کے لئے خود کو وقف کر دینا ہے یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیے کہ ہمارا زوال وتنزل صدیوں میں اس حد تک پہنچا ہے کہ اسے دور کرنا یا اس کی تلافی کو دور کرنے کے لئے بھی طویل عرصہ درکار ہوگا تہذیبوں اور قوموں کی زندگی میں کوئی شاٹ کٹ نہیں ہوتا دنیا کی کوئی تہذیب وقوم کبھی کسی جادوئی چھڑی یا اللہ دین کے چراغ سے آناً فاناً زوال سے عروج کا فاصلہ طے نہیں کر سکی اس لئے ملت کا ہر فرد عصری علم کے حصول کے ایک نکاتی پروگرام کو نصب العین بنا کر اپنی جگہ پر جدوجہد میں لگ جائے ملت کا ہر فرد عزم کرے کہ کم از کم ایک بچہ کو صحیح دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ اعلیٰ ترین عصری تعلیم سے لیس کرے گا ہمارے نزدیک صرف یہی واحد راستہ ہے یعنی دینی وعصری تعلیم کی یکجائی اور علم کے سرچشموں اور سوتوں پر کنٹرول کی جدوجہد جو ملت اسلامیہ کو تنزل وزوال سے عروج وسربلندی کی طرف لے جا سکتا ہے۔